

# شعبہ تعلیم: الجنة اماء اللہ برطانیہ

## حصہ تعلیمی نصاب برائے مہینہ مئی 2023

سبق کے مقاصد: \* حدیث نمبر 5 ”اعمال کا اجر نیت کے مطابق ملتا ہے“ کی تشریح سمجھنا۔  
\* سلیس میں بیان کردہ مفہومات کے حصوں کو سمجھنا۔

حدیث: ذرائع: الجنة اماء اللہ برطانیہ تعلیم سلیس فروری 2022 تا جنوری 2024 صفحہ 234 تا 236  
حدیث نمبر 5 اعمال کا اجر نیت کے مطابق ملتا ہے

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنائے کہ اعمال نیتوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور ہر شخص اپنی نیت کے مطابق بدلمہ پاتا ہے۔

تشریح: --- ہمارے آقا آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ سب کام خدا نے اسلام کے ترازو میں بالکل بے وزن اور بے سود ہیں۔۔۔ دل میں سچی نیت ہو۔ زبان سے اس نیت کی تصدیق ہو اور ہاتھ پاؤں اس نیت کے عملی گواہ ہوں۔ توبہ جا کر ایک عمل قبولیت کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ اگر کسی شخص کے دل میں سچی نیت نہیں تو وہ منافق ہے۔ اگر اس کی زبان پر اس کی نیت کی تصدیق نہیں تو وہ بزدل ہے۔ اور اگر اس کے ہاتھ پاؤں اس کی بیان کردہ نیت کے مطابق نہیں تو وہ بعمل ہے۔۔۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک خاوند اس نیت سے اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالتا ہے میرے خدا کا یہ منشاء ہے کہ میں اپنی بیوی کا خرچ مہیا کروں اور اس کے آرام کا خیال رکھوں تو اس کا یہ فعل بھی خدا کے حضور ایک نیکی شمار ہوگا مگر افسوس ہے کہ دنیا میں لاکھوں انسان صرف اس لئے نماز پڑھتے ہیں کہ انہیں بچپن سے نماز کی عادت پڑ چکی ہے اور لاکھوں انسان صرف اس لئے روزہ رکھتے ہیں کہ ان کے اردو گرد کے لوگ روزہ دار ہوتے ہیں اور لاکھوں انسان صرف اس لئے حج کرتے ہیں کہ تالوگوں میں ان کام حاجی مشہور ہو اور وہ نیک سمجھے جائیں اور ان کے کاروبار میں ترقی ہو۔ ہمارے آقا (فداء نفسی) کی یہ حدیث ایسے تمام اعمال کو باطل قرار دیتی ہے۔۔۔ سچا عمل وہی ہے جس کے ساتھ سچی نیت ہو۔ اور عمل کا اجر بھی نیت کے مطابق ہی ملتا ہے۔

لفظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ذرائع: الجنة اماء اللہ برطانیہ تعلیم سلیس فروری 2022 تا مئی 2024 صفحہ 246 تا 255  
اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے

مسلمان پوچھنے پر الحمد للہ کہہ دینا سچا سپاس اور شکر نہیں ہے۔ اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت اور تقویٰ کی را میں اختیار کر لیں۔ تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا۔

تقویٰ کا رُعب دُوسروں پر بھی پڑتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ مُتفقیوں کو ضائع نہیں کرتا۔

صبر۔ ایک نقطہ کی طرح پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر دائرة کی شکل اختیار کر کے سب پر محیط ہو جاتا ہے۔ آخر بدمعاشوں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان تقویٰ کو ہاتھ سے نہ دے۔ اور تقویٰ کی راہوں پر مضبوطی سے قدم مارے۔ کیونکہ مُتفقیٰ کا اثر ضرور پڑتا ہے۔ اور اس کا رُعب مخالفوں کے دل میں بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

### تقویٰ کے اجزاء

تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں، عجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیزا اور بد اخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص ابھی اخلاق ظاہر کرتا ہے۔ اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔۔۔ (سورۃ المؤمنون۔ آیت ۷۹) اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے۔ کہ اگر مخالف گالی بھی دے۔ تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اس پر صبر کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمند ہو گا۔ اور یہ سزا اس سزا سے بہت بڑھ کر ہو گی جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو۔ یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے۔ لیکن انسانیت کا تقاضہ اور تقویٰ کا منشاء نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جو ہر ہے کہ موذی سے انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔

فاسق آدمی جوانبیاء کے مقابلہ پر تھے۔ خصوصاً وہ لوگ جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر تھے۔ ان کا ایمان لانا مُعجزات پر مخصوص تھا۔ اور نہ مُعجزات اور خوارق اُن کی تسلی کا باعث تھے۔ بلکہ وہ لوگ آنحضرتؐ کے اخلاق فاضلہ کو ہی دیکھ کر آپؐ کی صدقات کے قائل ہو گئے تھے۔ اخلاقی مُعجزات وہ کام کر سکتے ہیں جو اقتداری مُعجزات نہیں کر سکتے۔۔۔ بات یہ ہے کہ بعض آدمی ظاہری مُعجزات اور خوارق کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں اور بعض حقایق اور معارف کو دیکھ کر۔ مگر اکثر لوگ وہ ہوتے ہیں جن کی ہدایت اور تسلی کا موجب اخلاق فاضلہ اور التفات ہوتے ہیں۔

### ہمارے نبی کریمؐ کے مُعجزات

ہمارے نبی کریم ﷺ کو ہر ایک قسم کے خوارق اور مُعجزات حاصل تھے۔۔۔ ہر سہ اقسام بالا کے مُعجزات کا آپؐ مجموعہ تھے۔ ظاہری خوارق مثل ہشق القمر وغیرہ، دیگر مُعجزات جن کی تعداد تین ہزار سے بھی زائد ہے۔

معارف اور حقایق کے مُعجزات سے تو سارا قرآن شریف لبریز ہے۔ جو ہر وقت تازہ اور نے ہیں۔ بلحاظ اخلاقی مُعجزات کے خود آپؐ کا وجود مقدس (سورۃ القلم۔ آیت ۵) کا مصدقہ ہے۔

قرآن کے اندر ہر ایک قسم کی ضرورتوں کا سامان موجود ہے

قرآن شریف حکمتوں اور معارف کا جامع ہے۔ اور وہ رطب و یابس فضولیات کا کوئی ذخیرہ اپنے اندر نہیں رکھتا۔ ہر ایک امر کی تفسیر وہ خود کرتا ہے۔ اور ہر ایک قسم کی ضرورتوں کا سامان اس کے اندر موجود ہے۔ وہ ہر ایک پہلو سے نشان اور آیت ہے۔ اگر کوئی اس امر کا انکار کرے تو ہم ہر پہلو سے اس کا اعجاز ثابت کرنے اور دکھلانے کو تیار ہیں۔۔۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ہستی اور

وجود پر قلم اٹھائے گا۔ اس کو آخر کار اسی خدا کی طرف آنا پڑے گا۔ جو اسلام نے پیش کیا ہے۔ کیونکہ صحیفہ فطرت کے ایک ایک پتے میں اس کا پتہ ملتا ہے۔ اور بلطجیں انسان اُسی خدا کا نقش اپنے اندر رکھتا ہے۔ غرض ایسے آدمیوں کا قدم جب اٹھے گا۔ وہ اسلام ہی کے میدان کی طرف اٹھے گا۔ یہ بھی تو ایک عظیم الشان اعجاز ہے۔

### منکرین اعجازِ قرآن کو چیلنج

یعنی اگر کوئی شخص قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کا کلام نہیں مانتا۔ تو اس روشنی اور سائنس کے زمانہ میں ایسا مدعی خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلائل لکھے بلماقابل ہم وہ تمام دلائل قرآن کریم ہی سے نکال کر دکھلادیں گے۔

پھر وہ ایسے دلائل کا دعویٰ کر کے لکھے جو قرآن کریم میں نہیں پائے جاتے۔ یا ان صداقتوں اور پاک تعلیمیوں پر دلائل لکھے جن کی نسبت اس کا خیال ہو کہ وہ قرآن کریم میں نہیں ہیں۔ تو ہم ایسے شخص کو واضح طور پر دکھلادیں گے کہ قرآن شریف کا دعویٰ۔۔۔ (سورۃ الپیغمبر۔ آیت ۲) کیسا سچا اور صاف ہے۔ اور یا اصل و فطرتی مذہب کی بابت دلائل لکھنا چاہیے تو ہم ہر پہلو سے قرآن کریم کا اعجاز ثابت کر کے دکھلادیں گے۔ اور بتلادیں گے کہ تمام صداقتیں اور پاک تعلیمیں قرآن کریم میں موجود ہیں۔

الغرض قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس میں ہر ایک قسم کے معارف اور اسرار موجود ہیں۔ لیکن ان کے حاصل کرنے کے لئے میں پھر کہتا ہوں کہ اسی قوتِ قدر سیکھ کی ضرورت ہے ہے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سورۃ الواقع۔ آیت ۸۰) جس قدر نرمی اور ملاطفت کی رعایت کو ملحوظ رکھ کر اس میں معارف اور حقائق ہیں۔ وہ کوئی دوسرا بیان نہ کر سکے گا۔

### اعجاز کی خوبی

فصاحت اور بلا غنت بھی ہاتھ سے جانے نہ دے۔ صداقت اور حکمت کو بھی نہ چھوڑے۔ یہ معجزہ صرف قرآن شریف ہی کا ہے۔ جو آفتاب کی طرح روشن ہے۔ اور ہر پہلو سے اپنے اندر اعجازی طاقت رکھتا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیم پڑھینے تو پتہ لگ جائیگا کہ انسان کے خیالات اس طرح ہر پہلو پر قادر نہیں ہو سکتے۔ اور ایسی مکمل اور بے نقص تعلیم جیسی کہ قرآن شریف کی ہے۔ زمینی دماغ اور ذہن کا نتیجہ نہیں ہو سکتی۔

### انجیل کی تعلیم مختص الرّہمان تھی

اس کے علاوہ انجیل ایک قانون ہے۔ مختص المقام والرّہمان اور مختص القوم۔۔۔ مگر اس کے خلاف تعلیم قرآنی کا دامن بہت وسیع ہے۔ وہ قیامت تک ایک ہی لاتبدیل قانون ہے۔ اور ہر قوم اور ہر وقت کے لئے ہے۔

### قرآن سب زمانوں کے لئے ہے

قرآن کا مقصد تھا وحشتیانہ حالت سے انسان بنانا، انسانی آداب سے مہدّب انسان بنانا۔ تاثرعی حدود اور احکام کے ساتھ مرحلہ طے ہو۔ اور پھر باخُد انسان بنانا۔۔۔ چونکہ یہودیوں، طبیعیوں، آتش پرستوں اور مختلف اقوام میں بُرُوشی کی روح کام کر رہی تھی۔

### بعد تواریخ ضرورت قرآن شریف

حقیقت یہ ہے کہ قرآن شریف اور تورات میں تطابق ضرور ہے۔ اس سے ہم کو انکار نہیں۔ لیکن تورات نے صرف متن کو لیا ہے۔ جس کے ساتھ دلائل ابراہیں اور شرح نہیں ہے۔ لیکن قرآن کریم نے معقولی رنگ کو لیا ہے۔ اس لئے کہ توریت کے نزول کے وقت انسانوں کی استعداد میں وحشیانہ رنگ میں تھیں۔ اس لئے قرآن شریف نے وہ طریق اختیار کیا جو اخلاق کے منافع کو ظاہر کرتا ہے۔ اور بتلاتا ہے کہ اخلاق کے مفاد یہ ہیں۔ اور نہ صرف مفاد اور منافع کو بیان ہی کرتا ہے۔ بلکہ معقولی طور پر دلائل اور براہین کے ساتھ ان کو پیش کرتا ہے۔ تا کہ عقل سليم سے کام لینے والوں کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ قرآن شریف کے وقت استعداد میں معقولیت کا رنگ پکڑ گئی تھیں۔ اور توریت کے وقت وحشیانہ حالت تھی۔ حضرت آدمؑ سے لے کر زمانہ ترقی کرتا چلا گیا ہے۔ یہاں تک کہ قرآن شریف کے وقت وہ دائرة کی طرح پورا ہو گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ زمانہ مستدیر ہو گیا۔

### ضرورتیں نبیوت کا انجمن ہیں

ظلماً تی راتیں اس نور کو چھینچتی ہیں۔ جو دنیا کو تاریکی سے نجات دے۔ اس ضرورت کے موافق نبیوت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور جب قرآن کریم کے زمانہ تک پہنچا۔ تو مکمل ہو گیا۔ اب گویا سب ضرورتیں پوری ہو گئیں۔ اس سے لازم آیا کہ آپؐ یعنی آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء تھے۔ اب بڑا اور واضح فرق تورات و قرآن شریف کی تعلیم میں ایک تو یہی ہے کہ قرآن شریف نے دلائل پیش کئے ہیں جن کو توریت نے مس تک نہیں کیا۔

### قرآن و توریت کی تعلیم میں دوسرا فرق

اور دوسرا فرق یہ ہے کہ تورات نے صرف بنی اسرائیل کو مخاطب کیا ہے۔ اور دوسری قوموں سے کوئی تعلق اور واسطہ ہی نہیں رکھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس نے دلائل و براہین پر زور نہیں دیا۔ کیونکہ توریت کے زیر نظر کوئی دوسرا فرقہ۔۔۔ دہریہ فلاسفیہ اور براہمہ وغیرہ کا نہ تھا۔ بخلاف اس کے قرآن شریف کے مخاطب چونکہ کل ملل اور فرقے تھے۔ اور اس پر پہنچ کر تمام ضرورتیں ختم ہو گئی تھیں۔ اس لئے قرآن کریم نے عقائد کو بھی اور احکام عملی کو بھی مدلل۔۔۔ کیا۔

### قرآن دلائل و براہین بھی خود ہی بیان کرتا ہے

قرآن شریف نے دلائل کے ساتھ احکام کو لکھا ہے۔ اور ہر حکم کے بعد اگاہ دلائل دیتے ہیں۔ غرض یہ دو بڑے فرق ہیں۔ جو توریت اور قرآن میں ہیں۔ اول الذ کر میں طریق استدلال نہیں۔ دعوے کی دلیل خود تلاش کرنی پڑتی ہے۔ آخر الذ کراپنے دعوے کو ہر قسم کی دلیل سے مدلل کرتا ہے۔ اور پھر پیش کرتا ہے۔ اور خدا کے احکام کو زبردستی نہیں منواتا۔ بلکہ انسان کے منہ سے سرسلیم خم کرنے کی صدائیکلو اتا ہے۔ نہ کسی جبراکراہ سے بلکہ اپنے لطیف طریق استدلال سے اور فطری سیادت سے۔ توریت کا مخاطب خاص گروہ ہے۔ اور قرآن کے مخاطب کل لوگ جو قیامت تک پیدا ہوں گے۔ پھر بتلاو کہ توریت اور قرآن کیونکر ایک ہو جائیں۔ اور توریت کے ہونے سے کیونکر ضرورت قرآن نہ پڑے۔ قرآن جب کہتا ہے کہ تُوزِنا نہ کر۔ تو کل بنی نوع انسان اُس کا مفہوم ہوتا ہے۔ لیکن جب یہی لفظ توریت بولتی ہے تو اُس کا مخاطب اور مشارک الیہؐ ہی قوم بنی اسرائیل ہوتی ہے۔ اس سے بھی قرآن کی فضیلت کا پتہ لگ سکتا ہے۔